۱۳۱۷۳

گناہ جو ثواب سمجھا جاتا ہے

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (پاکستان)

ناشر
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱

Scanned with OKEN Scanner

گناہ جو ثواب سمجھا جاتا ہے

مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ (پاکستان)

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیتہ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)
برائے مفت تقسیم

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پر فتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنا دیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کر دیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفّاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جارہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین و مذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، سے انحراف کر رہا ہے خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہو رہی ہے لادینی افکار ونظریات سے متاثر ہو کر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعثِ ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کر کے الحاد وزندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ، ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

چیرمین

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ
سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

بڑے بڑے گناہوں کی فہرست میں ایک ایسا گناہ بھی ہے جو ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ یہ صورت حال بڑی ہی خطرناک ہے کیونکہ فاسق و فاجر کو توبہ تو نصیب ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے گناہ کو گناہ سمجھتا ہے مگر اس مجرم کو توبہ نصیب ہوتی ہی نہیں کیونکہ وہ اپنے زعم میں اس گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا بلکہ بڑا کارِ ثواب سمجھتا ہے پھر توبہ کیسے کرے۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنے خیال کے مطابق اچھے ہی کام کرتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ حکمِ الٰہی اور شریعت مطہرہ کے مطابق نہیں ہوتے اسلئے ان کے وہ سب کام غارت ہو جاتے ہیں اور ان کی محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً ہ الذین ضل سعیھم فی الحیواۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ہ (الکہف) اے محمدؐ! آپ فرما دیجئے کیا میں نہیں بتلا دوں کہ کون لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ

ہیں جن کی سعی وعمل دنیا کی زندگی میں بے کار ہو گئی اور وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھا عمل کر رہے ہیں۔ اس قسم کے لوگ دنیا میں قسم قسم کی مشقتیں اٹھاتے ہیں مگر سوائے خسارہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اندازہ لگائیے کہ کتنا بدنصیب ہے وہ شخص۔ جو محنت تو کرے مگر الٹا نقصان اٹھائے یہ اس لئے کہ اس کی وہ محنت صحیح ڈھنگ پر نہ ہونے کے باعث رائیگاں ہو گئی۔

دنیاوی امور میں بھی یہ قاعدہ حاوی ہوتا ہے کہ اگر ٹھیک طریقہ پر کوئی کام نہ کیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہو گا کہ ایسا کام کرنے والے کو محنت کی تکلیف تو پہنچے گی مگر حاصل کچھ نہ ہو گا۔ مثال کے طور پر ایسے شخص کو لیجئے جو لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتا ہو اور کاغذ قلم اٹھا کر صفحوں کے صفحے سیاہ کر ڈالے تو اس طرح کاغذ اور سیاہی کو ضائع کرے گا اور اس کی محنت کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو گا۔ اسی طرح ایک شخص نہ تو حروف کی شناخت رکھتا ہے اور نہ ٹائپ مشین چلانے کے قواعد سے واقف ہے اگر وہ مشین میں کاغذ ڈال کر غیر شعوری طور پر مشین کے حرفوں پر انگلیاں مارتا رہے اور کاغذ کے انبار استعمال میں لائے تو نتیجہ کیا ہو گا۔ یہی نا کہ اس نے کاغذ کو بھی ضائع کیا اور اپنی محنت کو بھی۔ ساتھ ہی مشین کو بھی نقصان پہنچایا۔ دیکھنے والے یہ دھوکہ کھا سکتے ہیں کہ وہ کچھ عبارت ٹائپ کر رہا ہے۔

ٹھیک یہی حالت دینی کاموں کی بھی ہے۔ دین مکمل ہو چکا ہے اور بندوں کی نجات کے لئے جن عبادات و احکامات کی ضرورت تھی وہ پیغمبر آخر الزماں صلعم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے واضح طور پر بیان فرمائے ہیں اور اپنے عمل مبارک سے کر کے دکھائے ہیں۔ اب اگر کوئی ان میں کمی یا زیادتی کرے گا تو اس کا وہ عمل ضائع ہو جائے

Scanned with OKEN Scanner

گا کیونکہ اس کے ایسے عمل پر نہ تو کوئی سند ہو گی نہ دلیل۔ دنیا میں بھی وہی سکہ چلتا ہے جو حکومت وقت نے اجرا کیا ہو اور جس پر حکومت نے اپنی مہر لگائی ہو اور ادائیگی کی ذمہ داری لی ہو۔ اگر کسی نے اپنے طور کوئی اس قسم کا سکہ بنایا تو اس کا وہ سکہ کھوٹا تصور ہو گا اور بازار میں نہیں چلے گا بلکہ ایسا سکہ بنانے والا مجرم قرار پائے گا اور مستوجب سزا بھی ہو گا۔ ٹھیک یہی بات دینی امور پر بھی حاوی ہوتی ہے جو عبادت خداوند کریم اور اس کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی اسی کو عبادت کہا جا سکتا ہے اور اگر کوئی اپنے طور کوئی ایسا کام نکالے اور اس کو عبادت تصور کرے تو اس کی وہ خود ساختہ عبادت قابل قبول نہ ہو گی بلکہ الٹا وہ مستوجب سزا ہو گا کیونکہ اس نے اپنے آپ کو شریعت سازی کا درجہ دیا حالانکہ شریعت کا تعین کرنا اللہ کے اختیار میں ہے اور اس کے حکم سے رسول اللہ کے حد اختیار میں۔

الغرض جو بھی کام یا عبادت دین کے نام پر اختراع کیا جائے جو حقیقتاً دین میں سے نہیں تو اس کا وہ فعل ناقابل قبول بلکہ مردود ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد (بخاری و مسلم) جس شخص نے ہماری شریعت کے اندر کوئی نیا طریقہ نکالا جس کا ہم نے کوئی حکم نہ دیا ہو پس وہ نیا طریقہ مردود ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو رد (ترمذی) جس نے بغیر ہماری سند کے کسی عمل کو اپنا معمول بنایا پس وہ عامل و معمول دونوں (عند اللہ) مردود ہیں۔

Scanned with OKEN Scanner

دین میں نیا کام نکالنا ایسا جرم عظیم ہے کہ ایسے مجرم کی اللہ تعالےٰ نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز اور نہ زکوٰۃ و خیرات اور نہ حج و عمرہ اور نہ جہاد اور ایسا شخص اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکل جاتا ہے (ابن ماجہ) اس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دین میں کوئی نیا کام نکالنا سخت جُرم ہے۔

حشر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امیتوں کو حوض کوثر سے جام بھر بھر کر پلائیں گے۔ مومنین آتے جائیں گے اور سیراب ہوتے جائیں گے۔ اس دوران آپؐ کی ہی اُمت کی ایک بڑی جماعت حوضِ کوثر کی طرف بڑھے گی۔ حضور فرماتے ہیں یحال بینی وبینھم۔ میرے اور اُن کے درمیان (پردہ) روک کھڑی دی جائے گی اور وہ میرے پاس آنے سے روک دیئے جائیں گے۔ آپؐ اُن کو تلاش کریں گے۔ فرمایا میں بارگاہ الٰہی میں عرض کروں گا۔ یہ میرے اُمتی ہیں انہیں کیوں روکا گیا۔ مگر اللہ تعالےٰ جواب میں فرمائے گا۔ لاتدری ما احدثوا بعدک۔ میرے رسولؐ! آپؐ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپؐ کے بعد کیا کیا نو ایجاد باتیں دین کے اندر جاری کی تھیں۔ انھم غیروا دینک انہوں نے تیرے (مکمل) دین کو بدل دیا تھا اور اس کی شکل بگاڑ دی تھی اس لیے یہ حوض کوثر پر ہرگز نہیں آ سکتے اور نہ وہاں سے پی سکتے ہیں۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔ پھر میں انہیں کہوں گا سُحقًا سُحقًا دور ہو جاؤ۔ دور ہو جاؤ۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ان کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا (مسلم، احمد)

غور کر لیجئے دین میں نئی نئی باتیں نکالنے والوں کا انجام کیا ہو گا۔ وہ گناہِ عظیم جس کو لوگ کار ثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ ہر وہ کام اور عبادات ہیں جو قرون ثلثہ میں باوجود امکان کے رائج نہ تھے اور بعد میں نکالے گئے اور ان پر

دین کا لیبل چسپاں کیا گیا۔ مثال کے طور پر سالانہ عرس کا انعقاد۔ سال بہ سال شہدار پر نوحہ خوانی اور ماتمی جلوس قبروں کا طواف کرنا، غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز مساجد میں شور و غل کرنا، تسبیحات منتیں ماننا، میلے لگانا، چڑھاوے چڑھانا، مُردوں کا تیجہ، دسواں، چالیسواں اور برسی کرنا۔ خصوصاً غیر مسنون کلمات کا اس طرح اجمالی طور پر زور و شور سے پڑھنا جس کا معمول نہ زمانہ نبوتؐ میں تھا۔ نہ صحابہ کے زمانے میں، اور نہ ہی تابعین اور تبع و تابعین کے زمانے میں وغیرہ وغیرہ۔ مختصر ہر وہ کام جو دین میں نیا نکالا جائے بدعت کہلاتا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی موجب دوزخ ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کل محدثۃ بدعۃ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار (مشکوٰۃ)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:۔ مالم یکون یومیئذٍ دینا لا یکون الیوم دینا۔ جو کام اس زمانے میں دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں کہا جا سکتا۔

حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو عبادت صحابہ کرام نے نہیں کی وہ عبادت اختیار نہ کرو کیونکہ پہلے لوگوں نے پچھلے لوگوں کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کو یہ پورا کریں۔ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور پہلے لوگوں کے طریقہ کو اختیار کرو (اعتصام الشاطبی)

بدعتی دین کی عمارت کو ڈھا دام سے گرانے کا مجرم ہے اسی لیے آنحضور صلعم نے اس کی توقیر و عزت کی سخت تنبیہ فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام (شعب الایمان) جس نے بدعتی کی عزت و توقیر کی اُس نے

اسلام کے گرانے پر مدد کی۔

اس سے یہ بھی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ سنتِ نبویؐ کے پیروکار علماء، شیوخ اور صلحاء کی تکریم و تعظیم، ایمان کی علامت ہے۔

اس گناہ کی نوعیت کے پیشِ نظر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین ادنٰی درجہ کی بدعت کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ محمد بن کثیر، سفیان، ابویحیٰی قتات، مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا۔ ایک شخص نے تثویب کہی۔ ظہر یا عصر میں (یعنی اذان کے بعد پھر اعلام کیا اور الصلوٰۃ رحمکم اللہ کہا یا الصلوٰۃ خیر من النوم) عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا۔ نکل چل اس مسجد سے (ترمذی کی روایت میں ہے۔ نکل چل اس بدعتی کے پاس سے) کیونکہ یہ بدعت ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابۂ کرام کو بدعت سے کس قدر نفرت تھی۔

صحیح مُسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمارہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ وہ منبر پر خطبہ میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر انہوں نے فرمایا۔ اللہ تعالٰی ان دونوں ہاتھوں کا ناس کرے کیونکہ میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا تھا۔ آپؐ اپنے ہاتھ کی صرف شہادت کی انگلی اُٹھاتے تھے۔

بظاہر یہ چھوٹی سی بات ہے مگر جب صحابی کی نظر سے آنحضورؐ کی ایک ادا گزر چکی تھی تو اس نے پسند نہیں کیا کہ اس کے خلاف عمل کیا جائے چہ جائیکہ وہ کسی بدعت کو دیکھنا گوارا فرماتے۔

تابعین۔ تبع تابعین۔ ائمہ مجتہدین۔ محدثین۔ علماء عاملین اور اولیاء اللہ کاملین سب کے سب بدعت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور بدعتیوں کی سخت

مذمت کرتے تھے۔ مثال کے طور پر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کو لیجیے۔
انہوں نے بدعات سے بچنے کی سخت تاکید کی ہے۔ چنانچہ مکتوب نمبر ۱۹ میں میر محب اللہ
کے نام اتباعِ سنّت و اجتناب از بدعت کی تاکید میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
ہماری نصیحت بس یہی ہے کہ احکام دین کی پابندی اپنے اوپر لازم قرار دی جائے
اور سید المرسلین صلعم کی تابعداری اور پیروی ہوتی رہے۔ سنّت سنّیہ کو ادا کیا جائے۔
بدعت غیر مرضیہ سے پرہیز ہو۔ اگرچہ بدعت کی روشنی صبح کی طرح کیوں نہ دکھلائی دیتی ہو۔
اس لئے کہ بدعت میں درحقیقت کوئی بھی نور نہیں ہے۔ نہ بیمار کے لئے اس کے اندر
کوئی شفا ہے۔ نہ مرض کے واسطے اس میں کوئی دوا ہے (بدعت میں کیسے کوئی نور
ہو جبکہ وہ) دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو وہ سنت کو اٹھا دینے اور دور کرنے والی
ہے۔ یا اس سے ساکت ہے۔ اگر ساکت ہے تو اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ سنّت
سے زائد ایک چیز ہو۔ جب زائد ہوئی تو وہ درحقیقت سنّت کی ناسخ ہوئی۔ لہٰذا
بدعت کسی قسم کی بھی ہو سنت کو اٹھا دینے والی اور سنت کی نقیض (مخالف) ہی ہوگی۔
پس بدعت میں کوئی بھلائی اور حُسن نہیں ہے۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ دین کامل
اور اسلام پسندیدہ کے اندر پیدا کی ہوئی بدعت میں حُسن کا حکم کہاں سے لگا دیا گیا جبکہ
نعمت دین مکمل ہو چکی۔ ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ دین کے کامل، مکمل اور پسندیدہ ہونے
کے بعد بدعت کو تراشنا حسن و خوبی سے کوسوں دور ہے۔ حق کے بعد ضلالت و گمراہی
کے علاوہ اور کون سی شے ہو سکتی ہے؟ اگر اہل بدعت یہ سمجھ لیں کہ دین کامل میں کوئی
بدعت نکال کر اُس بدعت کو حسنہ بنانا، عدم کمالِ دین اور عدم اتمام نعمت کی اطلاع
دیتا ہے تو وہ ہرگز بدعت کو حسنہ قرار دینے کی جرأت نہ کریں (ربنا لا تواخذنا ان نسینا

والسلام علیٰ وعلیٰ من لدیکم :

بدعات کے شیدائی اور نفس پرست لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کر رہے ہیں کہ جن غیر مسنون اور خود ساختہ باتوں پر اُن کا عمل ہے اُن پر معاذاللہ صوفیائے عظام کا بھی عمل تھا اس طرح وہ اپنے زعم میں اُن کو یہ باور دِلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایسے امور جائز ہی نہیں بلکہ عین ثواب ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے کرام سنّت کے شیدائی اور بدعات سے متنفر تھے کیونکہ بدعات کا عامل کبھی بھی ولی اللہ یا حقیقی صوفی نہیں ہو سکتا۔ حقیقی صوفی وہی ہے جو سنّت کا شیدائی اور عامل ہو اور بدعات سے سخت احتراز کرتا ہو۔

اللہ تعالےٰ مفتی محمد شفیع مرحوم کو جزائے نیک دے جنہوں نے فاران کراچی کے توحید نمبر میں اس موضوع پر دو مقالے لکھے تھے۔ ایک کا عنوان تھا "بدعت اور اُس کی خرابیاں" اور دوسرے کا "بدعات و محدثات حضرات صوفیائے کرام کی نظر میں"۔ ان دونوں مقالات کے پڑھنے سے بدعات کے متعلق اس قسم کی جملہ غلط فہمیاں جو یار لوگوں نے محض اپنی شکم پروری کے لیے پیدا کی ہیں دور ہو سکتی ہیں بشرطیکہ خلوص کے ساتھ دل میں ہدایت کی طلب ہو۔ ان دونوں مقالوں کو مسلمانوں کے فائدے کی غرض سے ایک پمفلٹ کی صورت میں سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل بھی اس شعبہ سے کئی مفید پمفلٹ اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن کا خداوند کریم کے فضل وکرم سے خاطرخواہ نتیجہ برآمد ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس پمفلٹ کو بھی نفع بخش ثابت فرمائے۔ آمین!

مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم کسی تعارف کے محتاج نہیں وہ برصغیر ہند و پاک کے ایک

حق پرست اکابر علمار احناف میں سے تھے" اور علمی و دینی حلقوں میں ان کو ایک ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ وہ موسس و شیخ الجامعہ دار العلوم کراچی (پاکستان) تھے اور اُن کا سال گزشتہ میں انتقال ہوا۔ اللہ تعالےٰ ان کو مغفور و مرحوم فرمائے۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسیرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر ایک ٹرسٹ غیر متعصب ہے اور اس کا نصب العین قرآن وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید ہے اسی لئے وہ کسی بھی ایسے مضمون کو شائع کرنے سے دریغ نہیں کرتا جو قرآن وسنّت کی روشنی میں لکھا گیا ہو۔ خواہ وہ مضمون کسی بھی مسلک کے عالم دین نے لکھا ہو کیونکہ دین کی بنیاد قرآن اور احادیث صحیحہ ہی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ بر جاں مسلّم داشتن

ایم۔ عبد العزیز
سابق ناظم شعبۂ تالیف و تصنیف
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر سری نگر

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدعت اور اس کی خرابیاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق آخر زمانہ میں فتنوں کی کثرت ہونے والی تھی۔ وہ ہوئی اور ہم جیسے ضعیف القوۃ ضعیف الہمۃ ضعیف الایمان لوگوں کی نوبت اس دور میں آئی جب کہ دنیا کو فتنوں نے گھیر لیا ہے۔ روز و شب نئے نئے فتنوں کی بارش ہے لیکن جیسے فتنوں کا زمانہ مشکلات کا خار زار ہے ویسے ہی اس زمانہ میں صحیح طریق سنّت پر قائم رہنے اور دوسروں کو قائم رکھنے کے فضائل بھی بے حد و بے قیاس ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

العبادۃ فی الھرج کھجرۃ إلیّ (مسلم مشکوٰۃ)۔ فتنہ کے زمانہ میں عبادت کرنا ایسا ہے جیسے کوئی ہجرت کر کے میرے پاس آجائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص فساد امت کے زمانہ میں میری سنّت کو زندہ کرے اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔"

ایک حدیث میں ہے: فتنہ کے زمانہ میں سنّت کے مطابق نیک عمل کر کرنے والے کا ثواب پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر ثواب رکھتا ہے۔

وہ پچاس آدمی آج کے نہیں بلکہ صحابہ کرام میں سے پچاس آدمی۔ اور جس وقت بدعات و منکرات دنیا میں پھیل جائیں اس وقت اہل علم کے لیے آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ ان کو اس وقت اپنے علم کا اظہار کرنا چاہیئے اور جو ایسا نہ کرے اس پر سخت وعید فرمائی ہے (کما اخرجہ الاجری فی کتاب السنہ عن معاذ بن جبل رض وسیاتی تمامہ)

چنانچہ ہر زمانہ، ہر دور کے علماء نے اپنے اپنے زمانہ کے فتنوں کے طوفان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے صحیح طریقہ کو روشن کیا اور بدعات و محدثات کی تلبیس کو روک دیا۔

لیکن آج جن فتنوں کا طوفان ہے ان میں ایک طرف لادینی، انکارِ خدا، انکار رسالت، انکارِ حدیث، انکارِ ختم نبوت کے وہ فتنے ہیں کہ جن کی ضرب براہِ راست اسلام کی بنیادوں پر پڑتی ہے۔ راقم الحروف نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے دینی تعلیم و تبلیغ اور فتویٰ و تصنیف و تالیف کے مثبت کام کے ساتھ جو کچھ بھی ہو سکا۔ وہ انہی فتنوں کا مقابلہ کیا جو اعتقادی بدعات ہیں۔

حال میں ایک محترم دوست نے اپنے ماہنامے کے لئے بدعت کی تعریف اور اسکی خرابیوں پر مشتمل ایک مقالہ لکھنے کے لیے مجھے فرمایا اور خلافِ عادت کچھ ایسے اصرار سے فرمایا کہ اپنی بے شمار ذمہ داریوں، مصروفیتوں اور اس پر طبعی ضعف کے باوجود وعدہ کر لینے کے سوا چارہ نہ رہا۔ کچھ لکھنا بھی شروع کیا لیکن صبح سے رات کے بارہ بجے تک تمام اوقات مشغول، وقت کہاں سے لاؤں؟ مگر ان حالات میں جو کچھ بھی ہو سکا، حاضر ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

بدعت وسنّت کی جنگ میں ایک لمحہ فکریہ

بدعت کی تعریف اور اس کی خرابیاں از روئے قرآن وسنّت آگے آتی ہیں لیکن ایک بات ہر وقت پیش نظر رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص سنّت کے اتباع اور بدعت کی مخالفت کی دعوت دیتا ہے۔ظاہر ہے کہ اس کا منشا بجُز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور اس کے دین کی حفاظت، اور کچھ نہیں،اسی طرح جو شخص کسی بدعت میں مبتلا ہے۔منشار اس کا بھی اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کی رضا حاصل کرنا ہی ہے۔رسولِ کریم صلعم کے ارشاد کے مطابق بدعت کو بھی وہ گمراہی کہتا اور بُرا سمجھتا ہے۔فرق یہ ہے کہ علم صحیح نہ ہونے کی وجہ سے، وہ کسی بدعت کو بدعت نہیں سمجھتا بلکہ اس کو عبادت اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلعم کی رضا کا ذریعہ سمجھ کر اختیار کئے ہوئے ہے۔اس لئے ضرورت ہے کہ رسول کریم صلعم کے ارشاد کے مطابق ہر مسلمان کی خیر خواہی کو اپنا فریضہ سمجھتے ہوئے ہمدردی وخیر خواہی کے لہجہ میں مسلمانوں کو حقیقت الامر سے واقف کیا جائے تشدد، طعنہ زنی، الزام تراشی کے طریقوں سے کُلی اجتناب کیا جائے کہ ان سے کبھی کسی کی اصلاح نہیں ہوتی۔ بدعتی اور وہابی کے طعن آمیز خطابات سے پرہیز کیا جائے اور کسی کے کلام کو توڑ مروڑ کر اُس کے منشار ومقصد کے خلاف اس پر الزام لگانا کُھلا بہتان ہے جس کے حرام ہونے میں کسی کو تردّد کی کوئی گنجائش نہیں۔آخرت کے حساب کو سامنے رکھتے ہوئے ان حرکات سے باز رہا جائے۔

اس مختصر سی گزارش کے بعد اصل مقصد پہ آتا ہوں اور چونکہ اصل خرابی ناواقفیت اور بدعت کو بدعت نہ سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے اس لئے پہلے بدعت کی تعریف اور پھر اس کی حقیقت لکھتا ہوں: ان اریدالا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

بدعت کی تعریف

اصل لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں خواہ عبادت سے متعلق ہو یا عادات سے اصلاح شرح میں ہر ایسے نو ایجاد طریقہ عبادت کو بدعت کہتے ہیں جو زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین کے بعد اختیار کیا گیا ہو اور آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام کے عہد مبارک میں اس کا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باوجود نہ قولاً ثابت ہے نہ فعلاً نہ صراحتہً، نہ اشارۃً۔ بدعت کی یہ تعریف علامہ برکوبی کی کتاب "الطریقۃ المحمدیہ" اور علامہ شاطبی کی کتاب "الاعتصام" سے لی گئی ہے۔

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ عادات اور دنیوی ضروریات کے لئے جو نئے نئے آلات اور طریقے روزمرہ ایجاد ہوتے رہتے ہیں، ان کا شرعی بدعت سے کوئی تعلق نہیں کیوں کہ وہ بطور عبادت اور نیت ثواب نہیں کئے جاتے بشرطیکہ وہ کسی شرعی حکم کے خلاف نہ ہوں۔ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے قولاً ثابت ہو یا فعلاً صراحتہً یا اشارۃً وہ بھی بدعت نہیں ہو سکتی۔

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس کام کی ضرورت عہد رسالت میں موجود نہ تھی۔ بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پیدا ہو گئی۔ وہ بدعت میں داخل نہیں۔ جیسے مروجہ مدارس اسلامیہ اور تعلیمی، تبلیغی اور دینی نشر و اشاعت کے ادارے اور قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے

Scanned with OKEN Scanner

صرف ونحو اور ادب عربی، فصاحت وبلاغت کے فنون یا مخالف اسلام فرقوں کا رد کرنے کے لئے منطق وفلسفہ کی کتابیں، یا جہاد کے لئے جدید اسلحہ اور جدید طریق جنگ کی تعلیم وغیرہ کہ یہ سب چیزیں ایک حیثیت سے عبادت بھی ہیں اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے عہد میں بھی موجود نہ تھیں۔ مگر پھر بھی ان کو بدعت اس لئے نہیں کہتے کہ ان کا سبب داعی اور ضرورت اس عہد مبارک میں موجود نہ تھی بعد میں جیسے جیسے ضرورت پیدا ہوتی گئی، علماء امت نے اس کو پورا کرنے کے لئے مناسب تدبیریں اور صورتیں اختیار کر لیں۔

اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب چیزیں نہ اپنی ذات میں عبادت ہیں نہ کوئی ان کو اس خیال سے کرتا ہے کہ ان میں زیادہ ثواب ملے گا بلکہ یہ چیزیں عبادت کا ذریعہ اور مقدمہ ہونے کی حیثیت سے عبادت کہلاتی ہیں۔ گویا یہ احداث فی الدین نہیں بلکہ احداث للدین ہے، اور احادیث میں ممانعت احداث فی الدین کی آئی ہے۔ احداث للدین کی نہیں یعنی کسی منصوص دینی مقصد کو پورا کرنے کے لئے بضرورت زمان ومکان کوئی نئی صورت اختیار کر لینا ممنوع نہیں۔ اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جن کاموں کی ضرورت عہد رسالت میں زمان مابعد میں یکساں ہے ان میں کوئی ایسا طریقہ ایجاد کرنا جو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں اس کو بدعت کہا جائے گا اور یہ از روئے حدیث ممنوع و ناجائز ہو گا مثلاً درود وسلام کے وقت کھڑے ہو کر پڑھنے کی پابندی، فقراء کو کھانا کھلا کر ایصال ثواب کرنے کے لئے کھانے پر مختلف سورتیں پڑھنے کی پابندی، نماز جماعت کے بعد پوری جماعت کے ساتھ کئی کئی بار دعا مانگنے کی پابندی، ایصال ثواب کے لئے تیجہ، چہلم وغیرہ کی پابندی، رجب وشعبان وغیرہ کی متبرک راتوں میں خود ایجاد قسم کی نمازیں اور ان کے لئے چراغاں وغیرہ اور پھر ان خود ایجاد چیزوں کو فرض وواجب کی طرح سمجھنا۔ ان میں شریک

نہ ہونے والوں پر ملامت اور لعن طعن کرنا وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ درود وسلام، صدقہ وخیرات، اموات کو ایصالِ ثواب، متبرک راتوں میں نماز وعبادت، نماز کے بعد دعا، سب چیزیں عبادات ہیں۔ اُن کی ضرورت جیسے آج ہے ایسے ہی عہدِ صحابہ میں بھی تھی۔ ان کے ذریعہ ثواب آخرت اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذوق وشوق جیسے آج کسی نیک بندے کو ہو سکتا ہے۔ رسولِ کریم صلعم اور آپؐ کے صحابہ کرام کو ان سب سے زائد تھا۔ کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس کو صحابہ کرام سے زیادہ شوقِ عبادت اور شوقِ رضائے الٰہی حاصل ہے۔ حضرت حذیفہ ابن یمان فرماتے ہیں:

کل عبادة لم یتعبدھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فلا تتعبدوھا فان الاول لم یدع للآخر مقالاً فاتقوا اللہ یامعشر المسلمین وخذوا الطریق ممن کان قبلکم۔

(اعتصام الشاطبی صنا۳ ج ۲)

یعنی جو عبادت صحابہ کرامؓ نے نہیں کی وہ عبادت نہ کرو کیونکہ پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کو یہ پورا کریں۔ اے علماء اللہ سے ڈرو اور پہلے لوگوں کے طریقہ کو اختیار کرو۔

اسی مضمون کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی منقول ہے۔

بدعت کے ناجائز وممنوع ہونے کی عقلی وجوہ!

اب دیکھنا یہ ہے کہ جب یہ سب کام عہدِ صحابہ کرام میں عبادت کی حیثیت سے جاری تھے تو ان کے ایسے طریقے اختیار کرنا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے اختیار نہیں کیے ان کا فلسفہ اور حکمت کیا ہے، کیا یہ مقصد ہے کہ ان کے عبادات کے یہ نئے طریقے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو معلوم نہ تھے۔ آج ان دعویداروں پر انکشاف

ہوا ہے۔ اس لئے انہوں نے اختیار نہیں کیئے۔ یہ لوگ کر رہے ہیں۔

دین میں کوئی بدعت نکالنا رسول اللہ پر خیانت کی تہمت لگانا ہے

اور اگر کہا جائے کہ ان کو معلوم تھے مگر لوگوں کو نہیں بتلایا تو کیا یہ معاذ اللہ ان حضرات پر دین میں بخل و خیانت اور تبلیغ رسالت میں کوتاہی کا الزام نہیں ہے۔ اسی لئے امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بدعت ایجاد کرتا ہے وہ گویا یہ دعوی کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ رسالت میں خیانت کی کہ پوری بات نہیں بتلائی۔

بدعت نکالنا یہ دعوی کرنا ہے کہ دین عہد رسالت میں مکمل نہیں ہوا

ایک طرف تو قرآن کا یہ اعلان الیوم اکملت لکم دینکم۔ یعنی میں نے آج تم پر اپنا دین مکمل کر لیا۔ دوسری طرف عبادات کے نئے نئے طریقے نکال کر عملاً یہ دعوی کہ شریعتِ اسلام کی تکمیل آج ہو رہی ہے۔ کیا کوئی مسلمان جان بوجھ کر اس کو قبول کر سکتا ہے؟ اس لئے یقین کیجئے کہ عبادات کا جو طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اختیار نہیں کیا۔ وہ دیکھنے میں کتنا ہی بہترین اور دل کش نظر آئے وہ اللہ تعالٰے اور اس کے رسولؐ کے نزدیک اچھا نہیں۔ اسی کو امام مالکؒ نے فرمایا ہے ما لم یکن یومیئذ دینا لایکون الیوم دینا۔ جو کام اس زمانہ میں دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں کہا جا سکتا۔ انہوں نے ان طریقوں کو معاذ اللہ نہ تو ناواقفیت کی بنا پر چھوڑا تھا۔ نہ سستی اور غفلت کی بنا پر، بلکہ ان کو غلط اور مضر سمجھ کر چھوڑا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ جو ثانی فاروق اعظم سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے یہی مضمون اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

آج اگر کوئی شخص مغرب کی نماز میں تین کے بجائے چار رکعت اور صبح کی دو کی بجائے تین یا چار پڑھنے لگے یا روزہ مغرب تک رکھنے کے بجائے عشاء کے بعد تک رکھے تو ہر سمجھدار مسلمان اس کو برا، غلط اور ناجائز کہے گا حالانکہ اس غریب نے بظاہر کوئی گناہ کا کام نہیں کیا کچھ تسبیحات زیادہ پڑھیں۔ کچھ اللہ کا نام زیادہ لیا۔ پھر اس کو بالاتفاق برا اور ناجائز سمجھنا کیا صرف اس لئے نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے اور دکھلائے ہوئے طریقہ عبادت پر زیادتی کر کے عبادت کی صورت بدل ڈالی اور ایک طرح سے اس کا دعوٰی کیا کہ شریعت کو آنحضرت صلعم نے مکمل نہیں کیا تھا۔ اس نے کیا ہے۔ یا معاذ اللہ آپ نے ادائے امانت میں کوتاہی اور خیانت برتی ہے کہ یہ نئے اور مفید طریقہ ہائے عبادت لوگوں کو نہیں بتلائے۔

اب غور کیجئے کہ نماز کی رکعات تین کے بجائے چار پڑھنے میں اور نمازوں، دعاؤں، درود و سلام کے ساتھ ایسی شرطیں اور طریقے اضافہ کرنے میں کیا فرق ہے؟ جو آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عبادات شرعیہ میں اپنی طرف سے قیدوں، شرطوں کا اضافہ شریعت محمدیہ کی ترمیم اور تحریف ہے اس لئے اس کو شدت کے ساتھ رد کیا گیا ہے۔

بدعت تحریف دین کا راستہ ہے

بدعت کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر عبادات میں اپنی طرف سے قیدیں، شرطیں اور نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کی اجازت دے دی جائے تو دین کی تحریف ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ بھی پتہ نہ لگے گا کہ اصل عبادت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی تھی۔ کیا اور کیسی تھی۔ پچھلی امتوں میں تحریف دین کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے اپنی کتاب اور اپنے پیغمبر کی بتلائی ہوئی عبادات میں اپنی طرف سے عبادات کے نئے نئے طریقے نکالے

Scanned with OKEN Scanner

اور ان کی رسم چل پڑی، کچھ عرصہ کے بعد اصل دین اور ایجاد اشیاء میں کوئی امتیاز نہ رہا۔

شریعتِ اسلام میں نفل فرض سے جدا کرنے کا اہتمام

شریعت اسلام نے چونکہ ہر فتنہ کے دروازہ کو بند اور فساد دین کے راستے کو روکا ہے، اسی لیے اس کا بھی خاص اہتمام فرمایا کہ فرائض اور نوافل میں پورا امتیاز رہے۔ حقیقت کے اعتبار سے بھی اور صورت کے اعتبار سے بھی نمازوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا تو یہ معمول رہا کہ مسجد میں صرف فرض نماز جماعت سے ادا فرماتے، باقی نوافل اور سنتیں بھی گھر جاکر پڑھتے تھے اور جن نمازوں کے بعد سنّت یا نفل نہیں ہے۔ ان میں اگر نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا اور کوئی وظیفہ پڑھنا ہے تو بصورت نماز قبلہ رخ نہیں بیٹھتے بلکہ داہنی یا بائیں جانب پھر کر بیٹھتے ہیں تاکہ دور ہی سے ہر شخص یہ سمجھ لے کہ نماز فرض ختم ہو چکی ہے اب امام جو کچھ پڑھ رہا ہے وہ اختیاری چیز ہے۔ اصل سُنّت تو یہی ہے کہ نوافل اور نفلی عبادات سب تنہائی میں اپنے گھروں میں ادا کی جائیں اور اگر مسجد میں ہی سنتیں پڑھنی ہوں تو بھی مسنون طریقہ یہ ہے کہ جماعت فرض کی ہیئت کو ختم کر دیا جائے۔ صفیں توڑ دی جائیں لوگ آگے پیچھے ہو کر سنتیں پڑھیں۔ اسی طرح روزہ شرعاً صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے۔ لیکن چونکہ رات کو سب لوگ عادتاً سوتے ہیں اور سونے کی حالت میں بھی کھانے پینے سے آدمی ایسا ہی رکا رہتا ہے جیسا روزہ میں، اس لئے سحری کھانا مسنون قرار دیا گیا تاکہ سونے کے وقت جو صورت روزہ کی ہو گئی تھی اس سے امتیاز ہو جائے اور روزہ ٹھیک صبحِ صادق کے بعد سے شروع ہو، اسی لئے سحری کھانا بھی بالکل آخر وقت میں مستحب ہے۔ اسی طرح غروبِ آفتاب کا یقین ہو جانے ہی روزہ فوراً افطار کرنا چاہیئے۔ دیر کرنا مکروہ

ہے تاکہ روزہ کی عبادت کے ساتھ زائد وقت کا روزہ میں اضافہ نہ ہو جائے۔

آج بھی یہ سب چیزیں بحمد اللہ مسلمانوں میں جاری ہیں مگر جہالت دنا واقفیت سے ان چیزوں کی حقیقت سے بے خبری ہے۔ صبح اور عصر کی نماز کے بعد عام طور پر ائمہ مساجد قبلہ کی جانب سے مڑ کر تو بیٹھ جاتے ہیں مگر اس پر نظر نہیں کہ یہ مڑنا کس غرض سے تھا کہ عملاً اس کا اعلان کر دیں کہ اب فرض ختم ہو چکے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ جو چاہے کرے، جہاں چاہے جائے مگر یہاں پوری جماعت کو پابند کر لیا ہے کہ جب تک تین مرتبہ دعا جماعت کے ساتھ نہ کر لیں۔ اس وقت تک سب منتظر رہیں۔ پھر ان دعاؤں میں بھی خاص خاص چیزوں کی ایسی پابندی ہے جیسے کوئی فرض ہو، جب تک وہ خاص دعائیں نہ پڑھی جائیں عوام یہ سمجھتے ہیں کہ نماز کا کوئی جزو رہ گیا۔

یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور شریعت اسلامیہ کی احتیاط کی صریح مخالفت ہے۔ دعاؤں اور وظیفوں کو نماز فرض کے ساتھ اس طرح جوڑ دیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ وظیفے اور دعائیں بھی گو یا نماز کا جزو ہیں جو امام یہ دعائیں اور یہ وظائف مقتدیوں کو ساتھ لے کر نہ پڑھے اس کی نماز کو مکمل نہیں سمجھا جاتا، بلکہ اس پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں۔

بدعت حسنہ اور سیئہ

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار
ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصطلاح شرح میں ہر بدعت سیئہ اور گمراہی ہے کسی بدعت

Scanned with OKEN Scanner

اصطلاحی کو بدعت حسنہ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ لغوی معنی میں نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں اس اعتبار سے ایسی چیزوں کو بدعت حسنہ کہہ دیتے ہیں جو صریح طور پر آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام کے عہد مبارک میں نہیں تھی بعد میں کسی ضرورت کی بناء پر ان کو اختیار کیا گیا۔ جیسے آج کل کے مدارس اسلامیہ میں اور ان میں پڑھائے جانے والے علوم وفنون کہ اصل بنیاد تعلیم و تدریس اور مدرسہ کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

آپ نے خود فرمایا: "انما بعثت معلما" یعنی میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں لیکن جس طرح کے مدارس کا قیام اور ان میں جس طرح کی تعلیم آج کل بضرورت زمانہ ضروری ہو گئی آنحضرت اور صحابہ کرام کے عہد میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ آج ضرورت پیش آئی۔ تو احیائے سنت کے لئے اس کو اختیار کیا گیا۔ جو تعریف بدعت کی اوپر لکھی جا چکی ہے اس کی رو سے ایسے اعمال بدعت میں داخل نہیں، لیکن لغوی معنی کے اعتبار سے کوئی ان کو بدعت کہہ دے تو بدعت حسنہ ہی کہا جائے گا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے تراویح کی یک جا جماعت کو دیکھ کر اسی معنی کے اعتبار سے فرمایا: "نعمت البدعة هٰذه" یعنی یہ بدعت تو اچھی ہے کیوں کہ ان کو اور سب کو معلوم تھا کہ تراویح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھی اور پڑھائی اور زبانی اس کی تاکید کی۔ اس لئے حقیقتاً اور شرعیتہً تو اس میں بدعت کا کوئی احتمال نہ تھا البتہ آنحضرت صلعم کے عہد مبارک میں ایک خاص عذر کی وجہ سے تراویح کی جماعت کا ایسا خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا جو بعد میں حضورؐ کی تعلیم کے مطابق کیا گیا۔ اس لئے ظاہری اور لغوی طور پر یہ کام بھی نیا تھا اس کو نعمت البدعت فرما دیا۔ بدعتِ حسنہ کا اس سے زائد کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ

— صرف لغوی اعتبار سے، ورنہ حدیث میں ایسی کوئی تقسیم نہیں ہے۔ وہاں "ہر بدعت" کو گمراہی کہا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

من ابتدع بدعۃ یراھا حسنۃ فقد زعم ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم خان الرسالۃ

لان اللہ تعالیٰ یقول الیوم اکملت لکم دینکم فما لم یکن یومئذ دینا لا یکون الیوم دینا (الاعتصام ص ۴۹ ج ۱)

فاروق اعظمؓ کے ارشاد یا بعض بزرگوں کے ایسے کلمات کی آڑ لے کر طرح طرح کی بدعتیں بدعت حسنہ کے نام سے ایجاد کرنے والوں کے لئے اس میں کوئی وجہ جواز نہیں ہے بلکہ جو چیز اصطلاح شرع میں بدعت ہے وہ مطلقاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ البتہ بدعات میں پھر کچھ درجات ہیں۔ بعض سخت حرام قریب شرک کے ہیں۔ بعض مکروہ تحریمی بعض تنزیہی

قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و تابعین و ائمہ دین میں بدعات و محدثات کی خرابی اور ان سے اجتناب کی تاکید پر بے شمار آیات و روایات ہیں۔ ان میں سے بعض اس جگہ نقل کی جاتی ہیں۔

بدعت کی مذمت قرآن و حدیث میں

علامہ شاطبی نے کتاب "الاعتصام" میں آیات قرآنیہ کافی تعداد میں اس موضوع پر جمع فرمائی ہیں۔ ان میں سے دو آیتیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں:

ولا تکونوا من المشرکین ۝ من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً کل حزب بما لدیھم فرحون ۝

مت ہو مشرکین میں سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے دین کو اور ہو گئے فرقے اور پارٹیاں ہر ایک پارٹی اپنے طرز پر خوش ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں نقل فرمایا کہ اس سے مراد اہل بدعت کی پارٹیاں ہیں۔ (اعتصام ص ۶۵ ج ۱)

پھر فرمایا گیا:

قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا ۝ الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ۝

آپؐ فرمائیے کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کون لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارہ والے ہیں، وہ لوگ جن کی سعی وعمل دنیا کی زندگی میں ضائع اور بے کار ہوگئی اور وہ یہی سمجھ کر رہے ہیں کہ ہم اچھا عمل کر رہے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ اور سفیان ثوریؒ وغیرہ نے تفسیر اخسرین اعمالاً اہل بدعت سے کی ہے اور بلاشبہ اس آیت میں اہلِ بدعت کی حالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خود تراشیدہ اعمال کو نیکی سمجھ کر خوش ہیں کہ ہم ذخیرہ آخرت حاصل کر رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک ان کے اعمال کا نہ کوئی وزن ہے نہ ثواب بلکہ الٹا گناہ ہے۔

روایات حدیث بدعت کی خرابی اور اس سے روکنے کے بارے میں بے شمار ہیں ان سے بھی چند روایات لکھی جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احدث فی امرنا مالیس منه فهو رد (اعتصام بحوالہ بخاری)

جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے جو دین میں داخل نہیں وہ مردود ہے۔

مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریمؐ اپنے خطبہ میں میں فرمایا کرتے تھے:

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد وشر الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة اخرجه مسلم وفی روایت النسائی کل محدثة بدعة وکل بدعة فی النار۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد سمجھو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ اور طرز عمل

محمد (صلعم) کا طریقہ اور طرز عمل ہے اور بدترین چیز نوایجاد بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ ہر نوایجاد عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت جہنم میں ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ بھی یہی خطبہ دیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے خطبہ میں الفاظ مذکورہ کے بعد یہ بھی فرماتے تھے۔

انکم ستحدثون ویحدث لکم فکل محدثة ضلالة وکل ضلالة فی النار	تم بھی نئے نئے کام نکالو گے اور لوگ تمہارے لیے نئی نئی صورتیں عبادت کی نکالیں گے

خوب سمجھ لو کہ ہر نیا طریقہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانا جہنم ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا:

من دعا الی الھدیٰ کان لہ من الاجر مثل اجور من یتبعہ لاینقص ذالک من اجورھم شیئاً ومن دعا الی ضلالة کان علیہ من الاثم مثل آثام من یتبعہ لاینقص ذالک من اثامھم شیئاً۔	جو شخص لوگوں کو صحیح ہدایت کی طرف بلائے تو ان تمام عمل کا ثواب اس کو ملے گا جو اس کا اتباع کریں بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت دے

تو اس پر ان سب لوگوں کا گناہ لکھا جائے گا جو اس کا اتباع کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

بدعات کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے والے اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے اس کے انجام بد پر غور کریں کہ اس کا وبال تنہا اپنے عمل ہی کا نہیں بلکہ جتنے مسلمان اس سے متاثر ہوں گے ان سب کا وبال بھی ان پہ ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عرباض بن ساریہؓ سے باسناد صحیح روایت کیا ہے

Scanned with OKEN Scanner

کہ رسول کریم صلعم نے ایک روز ہمیں خطبہ دیا جس میں نہایت مؤثر اور بلیغ وعظ فرمایا۔ جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل ڈر گئے۔ بعض حاضرین نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ آج کا وعظ تو ایسا ہے جیسے رخصتی وصیت ہوتی ہے تو آپؐ ہمیں بتلائیں کہ ہم آئندہ کس طرح زندگی بسر کریں؟" اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا:

اصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ لولاۃ الامر وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعیش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ، وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ (اعتصام)

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور احکام اسلام کی اطاعت کرنے کی۔ اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بڑا اختلاف دیکھیں گے۔ اس لئے تم میری سنّت اور میرے بعد خلفائے راشدین مہدیین کی سنّت کو اختیار کرلو اور اس کو مضبوط پکڑو اور دین میں نو ایجاد طریقوں سے بچو کیونکہ ہر نو ایجاد طرز عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"جو شخص کسی بدعتی کے پاس گیا اور اس کی تعظیم کی تو گویا اس نے اسلام کو ڈھانے میں اس کی مدد کی۔"

(اعتصام الشاطبی صہ ۸۴ ج۱)

"اگر تم چاہتے ہو کہ پل صراط پر تمہیں دیر نہ لگے اور سیدھے جنّت میں جاؤ تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی نیا طریقہ نہ پیدا کرو۔"

آجری کی کتاب "السنہ" میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا:

اذا حدث فی امتی البدع وشتم اصحابی فلیظھر العالم علمہ فمن لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین (اعتصام صفحہ ۱۶ ج ۱)	جب میری اُمّت میں بدعت پیدا ہو جائیں اور میرے اصحاب کو بُرا کہا جائے تو اس وقت کے عالم پر لازم ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے گا تو اس

پر لعنت ہے۔ اللہ کی، فرشتوں کی اور سب انسانوں کی۔

عبد اللہ بن حسن نے فرمایا کہ میں نے ولید بن مسلم سے دریافت کیا کہ حدیث میں اظہار علم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا "اظہارِ سنّت"

حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مسلمانوں کے لئے جن چیزوں کا مجھے خطرہ ہے ان میں سب سے زیادہ خطرناک دو چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو چیز وہ دیکھیں اس پر ترجیح دینے لگیں جو ان کو سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ غیر شعوری طور پر گمراہ ہو جائیں۔ سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہلِ بدعت ہیں۔

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

اللہ کی قسم آئندہ زمانہ میں بدعتیں اس طرح پھیل جائیں گی کہ اگر کوئی شخص اس بدعت کو ترک کرے گا تو لوگ کہیں گے کہ تم نے سنّت چھوڑ دی۔" (اعتصام صفحہ ۱۹ ج ۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

"اے لوگو! بدعت اختیار نہ کرو اور عبادت میں مبالغہ نہ کرو۔ پرانے طریقوں کو لازم

پکڑے رہو۔ اس چیز کو اختیار کرو جو از روئے سنّت تم جانتے ہو اور جس کو اس طرح نہیں جانتے اس کو چھوڑ دو۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

"آئندہ لوگوں پر کوئی نیا سال نہ آئے گا جس میں وہ کوئی بدعت ایجاد نہ کریں گے اور کسی سُنّت کو مردہ نہ کر دیں گے۔ یہاں تک کہ بدعتیں زندہ اور سنّتیں برباد ہوئیں گی۔

(اعتصام صـ۹۵ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا:

"بدعت والا آدمی جتنا زیادہ روزہ نماز میں مجاہدہ کرتا جائے اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے۔"

نیز حضرت حسنؒ نے یہ بھی فرمایا:

صاحبِ بدعت کے پاس نہ بیٹھو کہ وہ تمہارے دل کو بیمار کر دے گا۔"

حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا:

"کوئی قول بغیر عمل کے مستقیم نہیں اور کوئی قول و عمل بغیر نیّت کے مستقیم نہیں، جب تک کہ وہ سنّت کے مطابق نہ ہو۔"

ابو عمرو شیبانی فرماتے ہیں:

"صاحبِ بدعت کو توبہ نصیب نہیں ہوتی (کیونکہ وہ تو اپنے گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا تو یہ کیسے کرے)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ کلام حضرت امام مالکؒ اور تمام علماء وقت کے نزدیک ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

سن رسول الله صلى الله عليه وسلم
سننا وولاة الامر من بعده سننا الاخذ
بها تصديق لكتاب الله واستكمال
لطاعة الله وقوة على دين الله ليس لاحد
تغييرها ولا تبديلها ولا النظر في شيئ
خالفها من عمل بها مهتد ومن
انتصر بها منصور ومن خالفها
اتبع غير سبيل المومنين وولاه الله ما
تولى واصلاه جهنم وساءت مصيرا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ
سنتیں جاری فرمائیں اور آپ کے بعد
خلفائے راشدین نے کچھ سنتیں جاری فرمائی
ان کو اختیار کرنا کتاب اللہ کی تصدیق اور
اطاعت الٰہی کی تکمیل اور اللہ کے دین میں
قوت حاصل کرنا ہے نہ ان میں تغیر کرنا کسی
کے لئے جائز ہے نہ بدلنا اور اس کے خلاف
کسی چیز پر نظر کرنا جو ان پر عمل کرے گا جو ان
سنتوں کے ذریعہ اللہ تعالٰے کی مدد حاصل
کرنا چاہے گا۔ اس کی مدد ہوگی اور ان کے خلاف کرے اس نے مسلمانوں کے راستہ سے مخالف
راستہ اختیار کیا۔ اللہ تعالٰے اس کو اس کی تجویز و اختیار پر چھوڑ دے گا۔ اور پھر جہنم میں چلا
جائے گا اور جہنم برا ٹھکانا ہے۔

بدعات و محدثات

حضرات صوفیائے کرام کی نظر میں

بدعات و محدثات کے ایجاد کرنے والے اور اُن پر عمل کرنے والے عموماً حضرات صوفیائے کرام اور مشائخ طریقت کی پناہ لیتے ہیں اور انہی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے عوام اس خیال میں ہیں کہ طریقت و شریعت دو متضاد چیزیں ہیں۔ بہت سے احکام شریعت میں ناجائز ہیں، اہلِ طریقت ان کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ ایک خطرناک غلطی ہے کہ اس میں مبتلا ہونے کے بعد دین و ایمان کی خیر نہیں کیونکہ انسان کو تمام گمراہیوں سے بچانے والی صرف شریعت ہے جب اُس کی مخالفت کو جائز سمجھ لیا گیا تو پھر ہر گمراہی کا شکار ہو جانا سہل ہے۔

اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ حضرات صوفیائے کرام اور مشائخ کے ارشادات بدعات کی مذمت اور اتباعِ سنّت کی تاکید میں بقدر کفایت جمع کر دیئے جائیں تاکہ عوام اس دھوکہ سے بچ جائیں کہ مشائخ طریقت بدعات کو مذموم نہیں سمجھتے۔ یا اتباعِ سنّت میں متساہل ہیں۔

اس سلسلہ کے لئے علامہ شاطبیؒ نے اپنی کتاب الاعتصام صفحہ ۱۰۶ جلد اول میں ایک مستقل فصل قائم کی ہے جس میں صوفیائے متقدمین کے ارشادات دوبارہ مذمت بدعات جمع کئے ہیں۔ ہمارے لئے ان کا ترجمہ کر دینا کافی ہے۔

امام طریقت حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں:

"جو شخص کسی بدعتی کے پاس بیٹھتا ہے اس کو حکمت نصیب نہیں ہوتی۔"

حضرت ابراہیمؒ بن ادہم

آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ حق تعالے نے قرآن کریم میں دعا قبول فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ فرمایا:

ادعونی استجب لکم۔ مگر ہم بعض اہم کاموں کے لئے زمانہ دراز سے دعا کر رہے ہیں قبول نہیں ہوتی اس کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے قلوب مر چکے ہیں اور مردوں کی دعا قبول نہیں ہوتی اور دلوں کی موت کے دس سبب ہیں:

اوّل یہ کہ تم نے حق تعالے کو پہچانا۔ مگر اُس کا حق ادا نہیں کیا۔

دوسرے تم نے کتاب اللہ کو پڑھا اور اس پر عمل نہیں کیا۔

تیسرے تم نے رسول اللہ صلعم کی محبت کا دعویٰ تو کیا مگر آپؐ کی سنّت چھوڑ بیٹھے۔

چھوتھے۔ شیطان کی دشمنی کا دعویٰ کیا مگر اعمال میں اس کی موافقت کی۔

پانچویں۔ تم کہتے ہو کہ ہم جنت کے طالب ہیں مگر اس کے لئے عمل نہیں کرتے۔

اسی طرح پانچ چیزیں اور شمار کرائیں۔ غرض اس حکایت کی نقل سے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ ترکِ سنّت کو موتِ قلب کا سبب قرار دیتے ہیں۔

Scanned with OKEN Scanner

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ علیہ فرماتے ہیں:

حق تعالےٰ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ اخلاق و اعمال اور تمام امور اور سنن میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا جائے اور فرمایا کہ لوگوں کے فساد کا سبب چھ چیزیں ہیں:

اوّل یہ کہ عمل آخرت کے متعلق ان کی ہمتیں اور نیتیں پست اور ضعیف ہو گئیں۔

دوسرے یہ کہ اُن کے لئے نفوس اُن کی خواہشات کا گہوارہ بن گئے۔

تیسرے یہ کہ اُن پر طولِ اَمل غالب آ گیا۔ یعنی دُنیوی سامان میں قرنوں اور برسوں کا انتظام کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ حالانکہ عمر اُن کی قلیل ہے۔

چوتھے یہ کہ انہوں نے مخلوق کی رضا کو حق تعالیٰ کی رضا پر ترجیح دے رکھی ہے۔

پانچویں یہ کہ وہ اپنی ایجاد کردہ چیزوں کے تابع ہو گئے ہیں اور رسول اللہ کی سُنّت کو چھوڑ بیٹھے۔

چھٹے یہ کہ مشائخ سلف اور بزرگان متقدمین میں سے اگر کسی سے کوئی لغزش صادر ہو گئی تو اُن لوگوں نے اُسی کو اپنا مذہب بنا لیا اور ان کے فعل کو اپنے لئے حجّت سمجھا اور ان کے باقی تمام فضائل و مناقب کو دفن کر دیا۔

ایک شخص کو آپ نے نصیحت فرمائی کہ تمہیں چاہیئے کہ سب سے زیادہ اہتمام اللہ تعالےٰ کے فرائض و واجبات کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کا کرو اور جس چیز سے اللہ تعالےٰ نے تمہیں منع کیا ہے اس کے پاس نہ جاؤ کیونکہ حق تعالیٰ کی عبادت کا وہ طریقہ جو اس نے خود تعلیم فرمایا ہے اس طریقہ سے بہت بہتر ہے جو تم خود اپنے لئے

بناتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ ہمارے لئے اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔ جیسے بعض لوگ خلاف سنت رہبانیت کا طریقہ اختیار کر لیتے ہیں۔

بندہ کا فرض یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے آقا کے حکم پر نظر رکھے اور اسی کو اپنے تمام معاملات میں حکم بنائے اور جس چیز سے اس نے روک دیا ہے اُس سے بچے۔

آجکل لوگوں کو حلاوتِ ایمان اور طہارت باطن سے صرف اس چیز نے روک رکھا ہے کہ وہ فرائض و واجبات کو معمولی باتیں سمجھ کر اُن کا اہتمام نہیں کرتے۔ جتنا کرنا چاہیئے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں:

میں ایک مرتبہ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے بشر! تم جانتے ہو کہ تمہیں اللہ تعالےٰ نے تمہارے سب اقران پر فوقیت و فضیلت کس سبب سے دی ہے۔ میں نے عرض کیا، یا رسولؐ اللہ میں واقف نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ فضیلت کا سبب یہ ہے کہ تم میری سنّت کی اتباع کرتے ہو اور لوگوں کی عزت کرتے ہو اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کرتے ہو اور میرے صحابہؓ اور اہل بیتؓ سے محبت رکھتے ہو۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لوگوں کے تمام اختلافات کی اصل تین چیزیں ہیں اور ان تینوں کی تین ضدیں ہیں جو شخص ایک اصل سے علیحدہ ہے۔ اس کی ضد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

وہ تین اصل یہ ہیں:

ایک توحید اور اس کی ضد شرک ہے۔

دوسرے سنت اور اس کی ضد بدعت ہے۔

تیسرے طاعت، اس کی ضد معصیت ہے۔

حضرت ابوبکر وفاق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوبکر وفاق قدس سرہٗ جو حضرت جنیدؒ کے اقران میں سے تھے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اس میدان میں گزر رہا تھا جہاں چالیس سال تک اسرائیل قدرتی طور پر محصور رہے اور نکل نہ سکتے تھے۔ جس کو وادی کہا جاتا ہے اس وقت میرے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ علم حقیقت علم شریعت سے مخالف ہے۔ اچانک مجھے غیبی آواز آئی۔

کل حقیقتہ لا تتبع الشریعۃ فھی کفرا

جس حقیقت کی موافقت شریعت نہ کرے وہ کفر ہے۔

حضرت ابوعلی جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بندہ کی نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ اس پر اللہ اور رسولؐ کی اطاعت آسان ہو جائے اور اس کے افعال مطابق سنت ہو جائیں اور اس کو نیک لوگوں کی صحبت نصیب ہو جائے اور اپنے احباب و اخوان کے ساتھ اس کو حسنِ اخلاق کی توفیق ہو اور خلق اللہ کے لئے اس کا نیک سلوک عام ہو۔ اور مسلمانوں کی غم خواری اس کا شیوہ ہو اور اپنے اوقات کی نگہداشت کرے۔ یعنی ضائع ہونے سے بچائے۔

کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اتباعِ سنّت کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہ بدعات سے اجتناب اور ان عقائد اور احکام کا اتباع جس پر علمائے اسلام کے صدرِ اول کا اجماع ہے اور ان کی اقتداء کو لازم سمجھنا۔

حضرت ابوبکر ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کمالِ ہمت اس کے تمام اوصاف کے ساتھ سوائے اہلِ محبت کے کسی کو حاصل نہیں ہوئی اور یہ درجہ ان کو محض اتباعِ سنّت اور ترکِ بدعت کی وجہ سے حاصل ہوا کیونکہ نبی کریم صلعم تمام مخلوق سے زیادہ صاحبِ ہمّت اور سب سے زیادہ ساعی الی اللہ تھے۔
ہمّت اصطلاح صوفیہ میں توجہ اور تصرف کو کہتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی تخیل کی قوت کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کی طرف جمع کرے اس جگہ ممکن ہے کہ یہی مراد ہو مگر آنحضرتؐ سے تصرف اور ہمت اصطلاح کے استعمال کا صدور کہیں صراحتہً ثابت نہیں۔ اس لئے غالباً اس جگہ ہمّت کے لغوی معنی مراد ہیں۔ یعنی دین کے کاموں میں چستی اور مضبوطی (واللہ سبحانہ وتعالےٰ اعلم)

حضرت ابو محمد عبدالوہاب ثقفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اللہ تعالےٰ صرف اعمال قبول فرماتے ہیں جو صواب و درست ہوں اور صواب و درست میں بھی صرف وہی اعمال مقبول ہیں جو خالص اسی کے لئے ہوں اور خالص میں بھی صرف وہی مقبول ہیں جو سنت کے مطابق ہوں۔

Scanned with OKEN Scanner

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگ ابوعبداللہ مغربی اور حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہما کے اصحاب میں سے تھے۔ بدعات سے سخت متنفر اور مبتدعین پر سخت رد کرنے والے کتاب وسنّت کے طریقہ پر مضبوطی سے قائم اور مشائخ ائمہ، متقدمین کے طرز کا التزام کرنے والے تھے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن منازل ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن شیبانؒ تمام فقراء اور اہل آداب ومعاملات اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک حجّت ہے۔

حضرت ابوعمر زجاجی رحمۃ اللہ علیہ

یہ عبّاد وزہّاد کے مشہور امام حضرت جنیدؒ اور سفیان ثوریؒ کے اصحاب میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

زمانۂ جاہلت میں لوگوں کا دستور یہ تھا کہ ان چیزوں کا اتباع کرتے تھے جن کو ان کی عقلیں مستحسن سمجھتی تھیں۔ پھر نبی کریم صلعم تشریف لائے۔ تو آپؐ نے اُن کو اتباعِ شریعت کا ارشاد فرمایا۔ پس عقل صحیح وسلیم وہی ہے جو مستحسنات شرعیہ کو اچھا اور مکروہات شرعیہ کو ناپسند سمجھے۔

حضرت ممشاد دینوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

آداب مرید کا خلاصہ یہ ہے کہ مشائخ کے احترام وعزمت کا التزام کرے اور اخوان طریقت حرمت کا خیال رکھے اور اسباب کی فکر میں (زیادہ) نہ پڑے۔ اور آدابِ شریعت کی اپنے

نفس پر پوری حفاظت کرے۔

ابو علی روزباری قدس سرہ فرماتے ہیں:

آپ سے کسی نے ذکر کیا بعض صوفیہ غنا و مزامیر سنتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ میرے لئے حلال ہے کیونکہ میں ایسے درجے پر پہنچ چکا ہوں کہ مجھ پر اختلافِ احوال کا اثر نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے یہ تو سچ کہا کہ وہ پہنچ گیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ تک نہیں بلکہ جہنم تک۔

ابو محمد عبد اللہ بن منازلؒ فرماتے ہیں:

جو شخص فرائض شرعیہ میں سے کسی فریضہ کو ضائع کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ سنن کی اضاعت میں مبتلا فرما دیتا ہے اور جو شخص سنن کی اضاعت میں مبتلا ہوتا ہے وہ بہت جلد بدعات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ابو یعقوب نہرجوری قدس سرہ فرماتے ہیں:

صوفی کا افضل ترین حال وہ ہے جو علم شریعت سے زیادہ قریب ہے!

ابو عمرو بن نجید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو حال علم کا نتیجہ نہ ہو اس کا ضرر نفع سے زیادہ ہے۔

حضرت بندار بن الحسینؒ فرماتے ہیں:

Scanned with OKEN Scanner

اہل بدعت کی صحبت حق سے اعراض پیدا کر دیتی ہے۔

ابوبکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

طریقہ تصوف کھلا ہوا ہے اور کتاب سنت ہمارے درمیان قائم ہے اور فضیلت صحابہ کرامؓ کی بوجہ سبقت فی الہجرت اور صحبت نبی کریمؐ کے معلوم ہے۔ پس ہم سے جو شخص کتاب و سنت کا ساتھ دے اور اپنے نفس اور مخلوق سے جدا ہو جائے اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کرے۔ صرف وہی شخص صادق مصیب ہے۔

ابو القاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تصوف کی اصل صرف کتاب و سنت کا التزام اور بدعات و ہوا سے اجتناب مشائخ طریقت کی عظمت و احترام اور خلق اللہ کے اعذار پر نظر اور اوراد پر مداومت اور تاویلات اور رخصتوں کا ترک ہے۔

حضرت ابوالحسن وراق رحمۃ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بندہ اللہ تک صرف اللہ ہی کی مدد اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار فی الاحکام کے ذریعہ سے پہنچ سکتا ہے اور جو شخص وصول الی اللہ کے لئے سوائے اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرے تو ہدایت حاصل کرنے کی خاطر گمراہ ہو گیا۔

حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہل بدعت کی صحبت حق سے اعراض پیدا کر دیتی ہے۔

ابوبکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

طریقۂ تصوف کھلا ہوا ہے اور کتاب سنت ہمارے درمیان قائم ہے اور فضیلت صحابۂ کرامؓ کی بوجہ سبقت فی الہجرت اور صحبت نبی کریمؐ کے معلوم ہے۔ پس ہم سے جو شخص کتاب وسنت کا ساتھ دے اور اپنے نفس اور مخلوق سے جُدا ہو جائے اور اپنے دل سے اللہ تعالےٰ کی طرف ہجرت کرے۔ صرف وہی شخص صادق مصیب ہے۔

ابوالقاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تصوف کی اصل صرف کتاب وسنّت کا التزام اور بدعات وہوا سے اجتناب مشائخ طریقت کی عظمت واحترام اور خلق اللہ کے اعذار پر نظر اور اوراد پر مداومت اور تاویلات اور رخصتوں کا ترک ہے۔

حضرت ابوالحسن ورّاق رحمۃ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بندہ اللہ تک صرف اللہ ہی کی مدد اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار فی الاحکام کے ذریعہ سے پہنچ سکتا ہے اور جو شخص وصول الی اللہ کے لئے سوائے اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرے تو ہدایت حاصل کرنے کی خاطر گمراہ ہو گیا۔

حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے تین سال مجاہدات کئے مگر مجھے کوئی مجاہدہ علم اور اتباع علم سے زیادہ شدید نہیں معلوم ہوا اور اگر علماء کا اختلاف نہ ہوتا تو میں مصیبت میں پڑ جاتا۔ بلاشبہ علماء کا اختلاف رحمت ہے (مگر وہ اختلاف جو تجرید و توحید میں ہو کہ وہ رحمت نہیں اور اتباع صرف اتباع سنّت کا نام ہے۔ کیونکہ علم سنت کے علاوہ دوسری چیز علم کہلانے کی مستحق نہیں۔

ایک مرتبہ ایک بزرگ اُن کے وطن تشریف لائے۔ شہر میں ان کی ولایت و بزرگی کا چرچا ہوا۔ حضرت ابو یزیدؒ نے بھی زیارت کا قصد کیا اور اپنے ایک رفیق سے کہا کہ چلو ان بزرگ کی زیارت کر آئیں۔ ابو یزیدؒ اپنے رفیق کے ساتھ ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ یہ بزرگ گھر سے نماز کے لئے نکلے۔ جب مسجد میں داخل ہوئے تو جانب قبلہ تھوک دیا۔ ابو یزید یہ حالت دیکھتے ہی واپس ہو گئے اور ان کو سلام بھی نہ کیا اور فرمایا۔ یہ شخص نبی کریم صلعم کے آداب میں سے ایک ادب پہ مامون نہیں کہ اس کو ادا کر سکے۔ اس سے کیا توقع رکھی جائے کہ یہ کوئی ولی اللہ ہو۔

امام شاطبیؒ اس واقعہ کو کتاب الاعتصام میں نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت ابو یزیدؒ کا یہ ارشاد ایک اصل عظیم ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ تارکِ سنّت کو درجہ ولادت حاصل نہیں ہوتا۔ اگرچہ ترکِ سنّت بوجہ ناواقف ہونے کے ہوا ہو۔

اب آپ اندازہ کریں کہ جو علانیہ ترکِ سنّت اور احداث بدعت پر مُصر ہوں، ان کو بزرگی اور ولایت سے کوئی دور کا واسطہ بھی ہو سکتا ہے۔

نیز ابو یزیدؒ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی شخص کی کھلی کھلی کرامات دیکھو یہاں تک کہ وہ ہوا میں اڑنے لگے تو اس سے ہرگز دھوکا نہ کھاؤ۔ اور اس کی بزرگی و ولایت کے

اس وقت تک معتقد نہ ہو جب تک کہ یہ نہ دیکھ لو کہ امر و نہی اور جائز و ناجائز اور حفاظت حدود اور آداب شریعت کے معاملہ میں اس کا کیا حال ہے۔

حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بندہ جو فعل اقتدار (رسولﷺ) کے کرتا ہے، خواہ وہ (بصورت) طاعت ہو یا معصیت وہ عیش نفس ہے اور جو فعل اقتدار و اتباع سے کرتا ہے۔ وہ نفس پر عتاب اور مشقت ہے کیونکہ نفس کی خواہش کبھی اقتدار و اتباع میں نہیں ہو سکتی اور اصل مقصود ہمارے طریق (یعنی سلوک) کا یہی ہے کہ اتباعِ ہوا سے بچیں۔

نیز فرمایا کہ ہمارے (یعنی صوفیائے کرام کے) اصول سات ہیں۔

۱۔ کتاب اللہ کے ساتھ تمسک

۲۔ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار

۳۔ اکل حلال (یعنی کھانے پینے اور استعمال کرنے میں اس کا لحاظ کہ کوئی چیز حرام و ناجائز نہ ہو)

۴۔ لوگوں کو تکلیف سے بچانا۔

۵۔ گناہوں سے بچنا۔

۶۔ توبہ!

۷۔ اداے حق۔

نیز ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں سے مخلوق مایوس ہو گئی۔

۱۔ توبہ کا التزام

۲۔ سنتِ رسول ﷺ کا اتباع

۳۔ مخلوق کو اپنی ایذا سے بچانا۔

نیز کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ فتوت (عالی ظرفی) کیا چیز ہے؟ فرمایا:
اِتباعِ سُنّت۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بسا اوقات میرے قلب میں معارف و حقائق اور علوم صوفیاء میں سے کوئی خاص نکتہ عجیبہ وارد ہوتا ہے اور ایک زمانہ دراز تک وارد ہوتا رہتا ہے مگر میں اس کو دو عادل گواہوں کی شہادت کے بغیر قبول نہیں کرتا اور وہ عادل گواہ کتاب و سنّت ہیں!

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
جو شخص کوئی عمل بلا اتباعِ سُنّت کے کرتا ہے اس کا عمل باطل ہے۔
حضرت ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
جو شخص ہر وقت اپنے احوال و افعال کو کتاب و سنت کی میزان میں وزن نہیں کرتا اور اپنے خواطر (واردات قلبیہ) کو متہم (ناقابل اطمینان) نہیں سمجھتا۔ اس کو مردانِ راہ تصوف میں شمار نہ کرو۔ نیز آپ سے بدعت کی حقیقت دریافت کی گئی۔ تو فرمایا کہ احکام میں تعدی یعنی شرعی حدود سے تجاوز کرنا۔ اور تہاون فی السنن یعنی آنحضرت صلعم کی سنتوں کے اتباع میں سُستی کرنا۔ اور اتباع الآراء والا ہواء یعنی اپنی خواہشات اور (غیر معتبر) آراء رجال کی پیروی اور ترک الاتباع والاقتدار

یعنی سلف وصالح کے اتباع واقتدار کو چھوڑنے اور کبھی کسی صوفی کو کوئی حالت رفیعہ بغیر امر صحیح کے اتباع کے حاصل نہیں ہوئی۔

حضرت حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ

آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ لوگوں کے اعمال پر احتساب اور دار وگیر کسی شخص کے لئے کس وقت جائز ہوتی ہے؟ فرمایا جب وہ سمجھے کہ یہ احتساب اور امر بالمعروف مجھ پر فرض ہوگیا ہے۔ فرض ہونے کی صورت یہ ہے کہ جس کو امر بالمعروف کیا جائے وہ اس کا ماتحت اور تحت القدرت ہو یا یقین ہو کر وہ ہماری بات مان لے گا وغیر ذالک یا یہ خوف ہو کہ کوئی انسان بدعت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا اور اس کو یہ گمان ہے کہ ہمارے کہنے سننے سے اس کو نجات ہو جائے گی۔

نیز ارشاد فرمایا کہ جو شخص سلف صالح کے احوال پر نظر ڈالتا ہے۔ اس کو اپنا قصور اور مردانِ راہ خدا کے درجات سے اپنا پیچھے رہنا معلوم ہو جاتا ہے۔

علاّمہ شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ غرض اس کلام کی (واللہ اعلم) یہ ہے کہ لوگوں کو سلف صالح کی اقتدار کی ترغیب دیں کیونکہ یہی حضرات اہلِ سنّت ہیں۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ عارفین پر ایک حالت ایسی آتی ہے کہ وہ تمام حرکات و اعمال چھوڑ کر تقرب الی اللہ حاصل کرتے ہیں حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کا قول ہے جو اسقاط اعمال کے قائل ہیں اور فرمایا کہ میں تو اگر ایک ہزار سال بھی زندہ رہوں

تو اپنے اختیار سے اعمال اطاعات وعبادات[۴۳] میں سے ایک ذرہ بھی کم نہ کروں۔ ہاں مغلوب و مجبور ہو جاؤں تو وہ دوسری بات ہے۔

فرمایا کہ ہمارا یہ مذہب (یعنی سلوک و تصوف) کتاب و سنت کے ساتھ مقید ہے۔

نیز ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآنِ مجید کو حفظ نہ کرے اور حدیث رسول ؑ کو نہ لکھے اس معاملہ (یعنی تصوف) میں اس کی اقتداء نہ کرنی چاہیئے کیونکہ ہمارا علم کتاب و سنت کے ساتھ مقید ہے اور فرمایا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عثمان جلیبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالٰے کے ساتھ معیت و صحبت تین چیزوں سے ہوتی ہے۔ ایک حُسن ادب، دوام ہیبت، تیسرے مراقبہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت و معیت اتباعِ سنّت اور ظاہر شریعت کے التزام سے حاصل ہوتی ہے اور اولیاء اللہ کی صحبت ادب و احترام اور خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی وفات کے وقت آپ کا حال متغیر ہوا۔ تو صاحبزادے نے بوجہ شدّتِ غم و الم کے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ ابو عثمانؒ نے آنکھ کھولی اور فرمایا۔ بیٹا! ظاہر اعمال میں خلاف سنّت کرنا یہ باطن میں ریا ہونے کی علامت ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے نفس پر قول و فعل میں سنّت کو حاکم بنائے گا۔ وہ حکمت کے ساتھ گویا ہو گا اور جو قول و فعل میں خواہشات ہوا کو حاکم بنائے گا وہ بدعت کے ساتھ گویا ہو گا۔ حق تعالٰے کا ارشاد ہے۔ وان تطیعوہ تھتدوا یعنی اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

حضرت ابو الحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس کو تم یہ دیکھو کہ تقربِ الی اللہ میں وہ کسی ایسی حالت کا مدعی ہے جو اس کو علم شرعی کے حد سے نکال دے تو تم اس کے پاس نہ جاؤ۔

حضرت بن فضل بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسلام کا زوال چار چیزوں سے ہے۔

۱۔ لوگ علم پر عمل نہ کریں۔

۲۔ علم کے خلاف عمل کریں۔

۳۔ جس چیز کا علم ہو، اس کو حاصل نہ کریں۔

۴۔ لوگوں کو علم حاصل کرنے سے روکیں۔

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تو اُن کا ارشاد ہے اور ہمارے زمانہ کے صوفیوں کا عام طور پر یہی حال ہو گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ سب سے زیادہ معرفت رکھنے والا وہ شخص ہے جو اس کے اوامر کے اتباع میں سب سے زیادہ مجاہدہ کرتا ہو اور اس کے رسولؐ کا سب سے زیادہ متبع ہو۔

حضرت شاہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی نظر کو محارم سے محفوظ رکھے اور اپنے نفس کو شبہات سے بچائے اور اپنے باطن کو دوام مراقبہ کے ساتھ معمور کرلے اور ظاہر کو اتباعِ سنت سے آراستہ کرے اور اپنے نفس کو اکل حلال کی عادت ڈالے تو اس کی فراست میں کبھی خطا نہیں ہو سکتی۔

ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ظاہر شریعت جس باطنی حالت کا مخالف ہو وہ باطل ہے۔

ابوالعباس ابن عطاءؒ فرماتے ہیں:

جو سید الطائفہ حضرت جنیدؒ کے اقران میں سے ہیں فرماتے ہیں، جو شخص اپنے نفس پر آداب الٰہیہ کو لازم کرے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو نور معرفت سے منوّر فرما دیتا ہے اور کوئی مقام اس سے اعلیٰ اور اشرف نہیں ہے کہ بندہ حبیب اللہ ﷺ کے اوامر و اعمال و اخلاق میں ان کا متبع ہو، نیز فرمایا کہ سب سے بڑی غفلت یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے غافل ہو اور یہ کہ اس کے اوامر و احکام سے غافل ہو اور یہ کہ اس کے آداب و معاملہ سے غافل ہو۔

ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں:

علم کثرتِ روایات کا نام نہیں۔ بلکہ عالم وہی شخص ہے جو اپنے علم کا متبع ہو اور اس پر عمل کرے اور سنّت نبویؐ کی اقتداء کرے اگرچہ اس کا علم تھوڑا ہی ہو۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ عافیت کیا چیز ہے۔" تو فرمایا:" دین بلا بدعت و عمل بلا آفت و قلب بلا شغل و نفس بلا شہوت!"

" دین بغیر بدعت کے اور عمل بغیر آفت کے یعنی بدعات و مخترعات کی آفتیں اس میں شامل نہ ہوں اور قلبِ فارغ جس کو (غیر اللہ) کا شغل نہ ہو اور نفس جس میں شہوت کا (غلبہ) نہ ہو!۔ اور فرمایا کہ حقیقی صبر یہ ہے کہ احکام کتاب و سُنّت پر مضبوطی سے قائم رہو!!

حضرت بنان حمال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Scanned with OKEN Scanner

آپ سے دریافت کیا گیا کہ احوال صوفیہ کی اصل کیا ہے فرمایا چار چیزیں:

۱۔ جس چیز کا حق تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہے اس پر اعتماد و توکل کرنا (یعنی رزق)

۲۔ احکام الٰہیہ پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

۳۔ قلب کی حفاظت لولایعنی تفکرات سے)

۴۔ کنین سے فارغ ہو کر توجہ محض ذات حق کی طرف رکھنا۔

حضرت ابوحمزہ بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں:

جس شخص کو حق کا صحیح راستہ معلوم ہو جاتا ہے اُس کو اس پر چلنا بھی سہل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے راستے کے لئے کوئی راہبر و راہنما بجز سنت رسول اللہ کی احوال، افعال اور اقوال میں متابعت کے نہیں ہے۔

ابواسحاق رقاشی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ میں حق تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہوں یا نہیں تو علامت اللہ تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت اور اس کے رسولؐ کی مطابعت کو سب کاموں پر ترجیح دے۔ اور دلیل اس کی حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ درج بالا مشائخ صوفیہ کے اقوال اس بارہ میں نقل کئے گئے ہیں جو سمجھدار کے لئے کافی سے زائد ہیں۔ اس لئے انہی پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ اس مقدس جماعت کے اکثر افراد سے اسی قسم کے اقوال منقول ہیں حق تعالیٰ ہمیں اتباعِ سنّت کی توفیق عطا فرمائے آمین

Scanned with OKEN Scanner

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

کی جانب سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباع رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعت اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانان عالم کے نام
۵۔ حقیقت شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیث قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۵۔ اصلاح عقیدہ
۱۶۔ ثعبان محمدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ برأتِ محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم ورسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات ورسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلاف سنت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل واحکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور وغل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام و مسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۷۔ فلسفہ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجودِ ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزار فی تحقیق مسائل العزار
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاول اور حب رسولؐ کے مظاہرے
۴۶۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم، بربر شاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

Scanned with OKEN Scanner

آئینہ

جمعیۃ اہل حدیث جموں و کشمیر

جمعیۃ کی تاسیس	۱۹۲۴ء
جمعیۃ کا پہلا نام	انجمن اہلِ حدیث
جمعیۃ کا دوسرا نام	جمعیۃ اہلِ حدیث جموں و کشمیر

جمعیۃ کے مراکز

ضلع مراکز	۱۴	اساتذہ کلیات	۱۸
تحصیل مراکز	۴۹	مکاتب و مساجد	۶۰
اکائیاں	۳۵۰	اساتذہ مکاتب و مساجد	۶۰
مساجد	۲۰۰	طلبار مکاتب و مساجد	۱۲۰۰
ائمہ و خطبار	۲۰۰	مکتبہ جات	۲
گشتی مبلغین	۱۰	عملہ مکتبہ جات	۳
مدارس عصریہ	۱۱	لائبریریاں	۱۰۰
طلبار مدارسِ عصریہ	۲۳۵۰	اخبار و رسائل (اخبار مسلم)	۱
اساتذہ مدارسِ عصریہ	۹۳	تعداد مطبوعات کتب	۲۵
کلیات عربی	۱	مرکزی لائبریری	۱
طلبار کلیات	۱۰۰		

آئندہ کے منصوبے

۱۔ طبیہ کالج کا قیام

۲۔ ایک اسلامی یونیورسٹی کا قیام

۳۔ ایک پرنٹنگ پریس

۴۔ یتیم خانہ

۵۔ مسافر خانہ و سرائے

۶۔ ایک علمی ادبی میگزین کا اجرار

Scanned with OKEN Scanner

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

—— جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابو حنیفہ رح سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں ؟

امام ابو حنیفہ رح نے جواب دیا :

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)